بسم الله الرحمن الرحيم

حیات وخدمات
حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمد عبادت نقوی اعلی اللہ مقامہ

دائرۃ المعارف ایران وہند
رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران
۸۱۔ تلک مارگ نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات وخدمات
حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمد عبادت نقوی اعلی اللہ مقامہ

سرزمین امروہہ ہمیشہ سے گونا گوں خصوصیات کی حامل رہی ہے۔ ہر دور میں اس سرزمین نے عظیم شخصیتوں کو جنم دیا ہے۔اس سرزمین کی قابل ذکر خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ بھی رہی ہے کہ ابتدا ہی سے ہر اعتبار سے اس مادرِ گیتی کو مامن ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔امروہا کے امن نگری ہونے ہی کے سبب اس گہوارۂ امن کو بیشتر بزرگان دین نے اپنے وطن عزیز کو ترک کر کے اس بستی کو بطور خاص اپنا مسکن قرار دیا۔یہی سبب ہے کہ امروہہ اور مضافات امروہہ میں متعدد اولیائے کرام اور بزرگان دین کے مزارات پائے جاتے ہیں۔انہیں اولیاء بزرگان دین کے سایۂ عاطفت میں بہت سے علمائے دین نے اس بستی میں تعلیم و تربیت پا کر اپنے علم و فضل کے ذریعہ دنیا میں اس سرزمین کو روشناس کرایا۔

مولانا عبادت کلیم ۶ رفروری ۱۹۱۱ء کو امروہا کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد مولانا سید اولاد حسن سلیم کی شخصیت بیک وقت گوناں گوں خصوصیات کی حامل رہی ہے۔ آپ ایک بے مثال عالم باعمل ہونے کے ساتھ ایک زبردست خطاط،فن موسیقی میں ماہر اور مسلمہ استاد شاعر بھی تھے اور سلیم تخلص کرتے تھے۔مولانا سید محمد عبادت نقوی اپنے ماں باپ کے اکلوتے فرزند تھے۔آپ بڑی منتوں اور مرادوں کے بعد پیدا ہوئے تھے۔تاریخی نام حسین اختر تھا لیکن محمد عبادت کے نام سے مشہور ہوئے۔جیسا کہ مولانا اپنی ولادت کے سلسلہ میں خود تحریر

فرماتے ہیں:

''میں جب بھی اپنی ولادت اور پیدائش پر غور کرتا ہوں تو کبھی متحیر بھی ہوتا ہوں اور متعجب بھی۔ میرے والد مرحوم ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ امروہے کے تمام طبقات میں ایسے ہر دلعزیز تھے کہ امروہا کی اس قدیم بستی کا ہر فرد ان سے محبت کرتا تھا اور میرے دادا ایک عالم باعمل ہونے کے ساتھ طبیب بھی تھے۔ ان کی اولاد میں صرف ایک میرے والد تھے ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہ تھا۔

دادا صاحب نے اپنی لاڈلی بھانجی اور اپنی حقیقی پھوپھی کی پوتی سے اپنے اکلوتے بیٹے یعنی میرے والد بزرگوار کا عقد کیا جن سے صرف ایک لڑکی میری بڑی بہن پیدا ہوئیں۔ انہوں نے اپنے علم طب کے ذریعہ کوئی کوشش نہ اٹھا رکھی کہ ان کی بھانجی سے ان کا ایک پوتا ہو جائے۔ انہیں اپنی نسل کے چلنے کی بڑی خواہش تھی لیکن مشیت الٰہی میں کچھ اور ہی تھا اور مرحوم ہر طرح ناکام رہے۔ چنانچہ سینہ پر پتھر رکھ کر ایک دوسرا عقد اپنے فرزند کا کیا۔ ان کی زندگی میں تو نہیں لیکن ان کے بعد خداوند عالم نے میرے والد کو دوسری زوجہ سے ایک بیٹا دیا جس کی ایک مہینہ کے اندر ہی موت واقع ہوگئی۔ میری بڑی والدہ نے انتقال سے کچھ پہلے اعزاء کے سامنے میرے والد سے وصیت کی کہ وہ ایک اور عقد کریں انشاءاللہ خدا اس بیوی سے ایک بیٹا دے گا۔ ان کے انتقال کے بعد اعزاء واقرباء نے ان کی وصیت پر بڑی تن دہی سے عمل کیا اور میرے والد مرحوم سے یہ عمل کرایا۔ چنانچہ تیسرا عقد میری والدہ مرحومہ سے ہوا۔ مگر میری والدہ شاید عقیم تھیں کہ پانچ برس تک کوئی اولاد نہ ہوئی اور پانچ برس کے بعد میری پیدائش ہوئی اور میری پیدائش کے بعد ان کے یہاں بچہ پیدا نہ ہوا۔[۱]

خاندانی پس منظر:

مولانا موصوف ماں اور باپ دونوں کی طرف سے نقوی سادات سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کا سلسلۂ نسب امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند اور امام حسن عسکریؑ کے بھائی جعفر الثانی سے ملتا ہے۔جعفر ثانی کے فرزند سید ہارون اور سید ہارون کے بیٹے سید علی اور سید علی کے دو بیٹے سید حسن اور سید حسن ہوئے جن کے لئے صاحب ''عمدۃ الطالب'' تحریر فرماتے ہیں کہ

''سید علی کے دو فرزند سید حسن اور سید حسین تھے اور یہ دونوں مقام صیدا میں آباد ہو گئے تھے۔'' ۲؎

سید حسین کے پوتے سید حسن ابوالفضل کہ جنہیں ابوالفرح واسطی بھی کہا گیا ہے کے سلسلے میں السید جمال الملۃ والدین احمد علی بن علی داؤدی الحسینی متوفی ۸۳۸ھ اپنی تصنیف ''عمدۃ النسابین'' میں لکھتے ہیں کہ آپ کی پیدائش ''مقام صیدا'' میں ہوئی لیکن آپ ترک وطن کر کے واسط میں قیام پذیر ہو گئے تھے اور ان کے یعنی ابوالفرح واسطی یا سید ابوالفضل کے پر پوتے سید علی بزرگ نے وقت کے تقاضے کے بموجب مجبوراً ترک وطن کیا اور اہل خاندان کے ساتھ ہندوستان کے لئے عازم سفر ہوئے۔پنجاب میں ملتان کو اپنا عارضی مستقر قرار دیا۔پھر ملتان چھوڑ کر امروہا کے لئے کوچ کیا اور دہلی ہوتے ہوئے منزل مقصود یعنی امروہا تشریف لائے اور اسی امن کی نگری کو مستقل طور پر اپنا مستقر بنایا۔

سید علی بزرگ کے فرزند ارجمند سید حسین شرف الدین کہ جن کو شاہ ولایت بھی کہا جاتا ہے ان کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے بعض مورخین نے ۶۴۰ھ مطابق ۱۲۴۲ء لکھی ہے اور بعض مورخین نے ان کی تاریخ ولادت ۵۹۵ھ سے ۶۰۰ھ تک تحریر کی ہے۔یہ واسط (عراق) میں پیدا ہوئے۔اسی نسبت سے واسطی لکھتے تھے۔ابتدائی تعلیم واسط میں حاصل کی اور اپنے والد گرامی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور پہلے ملتان پھر امروہا کو وطن بنایا۔آپ کی شادی ملتان

میں سید جلال الدین بخاری ابن سید عبدالموید ابن سید جعفر ابن سید محمد ابن سید محمود ابن سید احمد ابن سید عبداللہ ابن سید صفر ابن سید جعفر الثانی ابن سید امام نقی الھادی علیہ السلام کی صاحبزادی فاطمہ سے ہوئی۔ آپ کے سلسلہ نسب کو شاہ شجاع الملک شمسی نے اپنی تصنیف میں اس طرح بیان کیا ہے:

''سادات امروہہ (من مضافات دہلی'' اولاد سید شرف الدین (وارد ہند) ابن سید ابوالمعالی ابن سید ابوالفرح صیداوی الواسطی ابن داؤد ابن سید حسین ابن سید علی ابن سید ہارون ابن سید جعفر ابن سید امام علی النقی ابن سید امام تقی ابن سید امام علی الرضا ابن سید امام موسیٰ کاظم ابن سید امام جعفر صادق ابن سید امام باقر ابن سید زین العابدین ابن سید سید الشہداء امام حسین علیہ السلام'' ۳؎

کتاب ''ریاض الانساب'' معروف بہ بحر الانسان) مطبوعہ مطبع داؤدی بمبئی جلد دوم کے صفحہ ۲۲۲ اور ''کنز الانساب'' نے بھی اس سلسلۂ نسب کو بیان کیا ہے۔

آپ اپنے عرفان وریاضت کے سبب تمام دنیا میں مشہور ہوئے۔ امروہا میں نقوی سادات کی بھاری اکثریت آپ کی ہی اولاد ہے۔ آپ کا مزار مبارک شہر کے مغرب میں بجنور روڈ پر واقع ہے۔ آپ کی کرامت یہ ہے کہ آپ کے مزار کے احاطے میں بچھو ڈنک نہیں مارتا ہے۔ آپ کا مزار ہر زمانے میں مرجع خلائق رہا ہے۔ امروہا میں یہی مقدس مقام ہندو مسلم یکجہتی واتحاد کا عظیم مرکز ہے۔ ہزاروں غیر مسلم آپ سے عقیدت رکھتے ہیں اور مرادیں لے کر یہاں آتے ہیں اور مستجاب واپس ہوتے ہیں۔

سید حسین شرف الدین کے بڑے فرزند سید امیر علی کو حکومت دہلی کی طرف امروہا اور مضافات امروہا کے لئے منصب قضا ملا ہوا تھا۔ سید عبدالعزیز جو شاہ ولایت صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے جنہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور تکمیل تعلیم کے لئے دہلی تشریف لے گئے جہاں فیروز شاہ خلجی نے ان کے علم وتقویٰ سے متاثر ہو کر اپنی ایک صاحبزادی

سے ان کا عقد کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد گھوڑے سے گر فوت ہو گئے۔ سید عبدالعزیز کے فرزند سید راجع ہوئے جن کو شاہ ولایت صاحب نے ہی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ سید راجع کے فرزند سید منتجب اور سید منتجب کے سید بڑے اور سید بڑے کے سید چاند ہوئے۔ سید چاند سے سید منتجب ثانی پیدا ہوئے۔ سید منتجب ثانی کے دو فرزند سید محمد میر عدل اور سید مبارک ہوئے۔

سید میر عدل نے بدایوں اور سنبھل میں حصول علم کیا اور بیرم خاں کے وسیلے سے دربار اکبری میں رسائی حاصل کی اور اپنے عدل وانصاف کے ذریعہ ترقی کی منازل طے کیں۔ اکبر نے جب دین الٰہی شروع کیا تو آپ اس کے مخالف ہوئے۔ چنانچہ ان کو سندھ کا گورنر بنا کر سندھ روانہ کر دیا گیا اور وہیں آپ نے انتقال فرمایا جہاں ان کی اولاد آج بھی موجود ہے۔

میر عدل کے چھوٹے بھائی سید مبارک سلطان بہلول لودھی کے پندرھویں سال جلوس میں پیدا ہوئے۔ آپ بڑی رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ اکبر کے دور حکومت میں آپ کا منصب چہار صدی ذات تین سو سوار تھا۔

سید مبارک کے آٹھ فرزند تھے اور آٹھوں فرزند شاہی منصب دار تھے۔

سید عبدالجلیل ابن سید مبارک بہت لمبے چوڑے اور گورے چٹے تھے۔ آپ اکبر اعظم کی عہد حکومت میں ایک صد و بست ذات کے منصب پر فائز ہو تھے۔ آپ کے فرزند سید عبدالجبار بن عبدالجلیل تھے اور ان کے صاحبزادے سید عبدالوالی تھے۔ عبدالوالی خاں شاہ جہاں بادشاہ کے عہد میں صاحب چہار صدی ذات ایک سو سوار کے منصب پر فائز تھے۔ سید عبدالوالی خاں نے اپنے فرزند سید محمد شفاعت کے نام سے محلّہ شفاعت پوتہ آباد کیا۔ سید محمد شفاعت کے تین فرزند۔ سید عبدالہادی، سید محمد نجابت اور سید عظمت اللہ ہوئے۔

مولانا عبادت کلیم کے جدامجد مولانا عبادت اول ابن سید محمد نجابت اپنے وقت کے جید عالم اور کامیاب مبلغ دین تھے آپ تحصیل علوم کے لئے لکھنؤ گئے اور وہاں مولانا سید دلدار علی

غفرانمآب بن سید محمد معین نصیر آبادی سے فقہ اور اصول کا درس لیا اور عالم متبحر ہو کر وطن واپس آئے اور اپنی ہی زمین پر ایک مسجد تعمیر کرائی جس میں باقاعدہ اہل تشیع کے لئے جمعہ و جماعت کا اہتمام کیا۔

مؤلف نزھۃ الخواطر نے آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"الشیخ الفاضل محمد عبادۃ بن محمد نجابۃ الحسینی الشیعی الامروھوی احد العلماء المشھورین، ولد ونشاء باھروھہ وسافر للعلم، فقراء علی السید دالدار علی بن محمد معین بلدۃ النصیر آبادی وتفقہ علیہ، ثم رجع الی بلدتہ وتولیٰ الامامۃ فی الصلوٰۃ الخمس ، اخذ عنہ ولدہ وخلق آخرون۔ "[۴]

''فاضل بزرگ محمد عبادت بن محمد نجابت حسینی شیعی امروہوی مشہور علماء میں سے تھے۔ امروہہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے اور حصول علم کے لئے لکھنؤ سفر کیا۔ اور سید دلدار علی بن محمد معین نقوی نصیر آبادی سے درس لیا اور اصول فقہ میں مہارت حاصل کی۔ پھر اپنے شہر واپس آئے اور مسجد کی امامت کے منصب پر فائز ہوئے۔''

مولانا سید محمد عبادت اول کے فرزند مولانا سید محمد سیادت اول اپنے دور کے علماء میں منفرد و ممتاز مقام کے حامل تھے۔ آپ نے اپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور مزید علم میں اضافہ کی غرض سے لکھنؤ تشریف لے گئے وہاں سلطان العلماء سید محمد بن سید دلدار علی سے فقہ و اصول میں مہارت حاصل کی۔ اپنی ذہانت کے سبب جلد ہی انہوں نے اپنے دور کے علماء میں مخصوص مقام حاصل کرلیا۔ آپ مولانا سید محمد عبادت اول کے انتقال کے بعد امام جمعہ و جماعت ہوئے یہ صاحب تصانیف بھی تھے مناظرہ میں ان کی چند کتب اہمیت کی حامل رہی ہیں۔

مولانا محمد سیادت اوّل کے دو فرزند مولانا محمد عسکری اور مولانا محمد حسن ہوئے۔ مولانا محمد عسکری اپنے وقت کے باکمال عالم دین تھے اور امام جمعہ و جماعت بھی آپ کے انتقال کے بعد

مولانا محمد حسن جو آپ کے چھوٹے بھائی تھے امام جمعہ و جماعت ہوئے۔مولانا محمد حسن اپنے وقت کے ایک جید عالم اور کامیاب طبیب بھی تھے۔

مولانا محمد حسن کے فرزند مولانا اولاد حسن ہوئے جو مولانا محمد عبادت کلیم کے والد تھے۔ آپ کی شخصیت اپنے عہد کی انتہائی لائق احترام شخصیت رہی ہے۔آپ بیک وقت متضاد خصوصیات کے حامل تھے۔جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ آپ ایک عالم ہونے کے ساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے اور سلیم تخلص کرتے تھے۔اس کے علاوہ یہ اپنے وقت کے بہترین خطاط بھی رہے ہیں۔چہرہ انتہائی وجیہ و خوبصورت تھا لمبے چوڑے قدآور شخصیت کے مالک تھے۔آج تک آپ کے قصے بزرگوں کی زبان سے سنے جاتے ہیں۔اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی آپ انتہائی خاکسار اور نرم دل اور خوش مزاج انسان تھے۔آپ اپنے والد مولانا محمد حسن صاحب قبلہ مرحوم کے انتقال کے بعد اشرف المساجد کے امام جمعہ و جماعت ہوئے۔

شفقت پدری سے محرومی: مولانا عبادت صاحب ابھی صرف نو یا دس برس ہی کے تھے کہ والد کی شفقتوں سے محروم ہوگئے۔آپ کے نہ کوئی بڑا بھائی تھا اور نہ حقیقی چچا۔لہٰذا آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اس وقت کی عظیم شخصیت مولانا حاجی مرتضیٰ حسین صاحب نے قبول کی اور مولانا عبادت صاحب کو اپنے بیٹے کی طرح سمجھا جیسا کہ مولانا اس سلسلہ میں خود رقمطراز ہیں:

''میں ابھی پورے دس برس کا بھی نہ تھا کہ میرے والد مرحوم نے داعی اجل کو لبیک کہا۔میرے قریبی رشتہ داروں میں نہ میرا کوئی چچا تھا نہ تایا۔فقط ایک نانا مرحوم کا دم تھا جن کا انتقال میرے والد کے انتقال کے دو برس بعد ہوگیا،اسے میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ میرے والد مرحوم کے دفن کے فوراً بعد شہر و برادری کے عظیم مجمع میں میرے مربی میرے شفیق ترین استاد میرے محسن اعظم حاجی سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ نے برادری سے مخاطب ہوکر فرمایا۔'' آپ لوگوں سے میں اس بچہ کو مانگتا ہوں تاکہ میں اس کی علمی خدمت کرسکوں اور اس کی تکمیل علم کے

بعد میں اسے آپ کے سپرد کردوں۔''

مرحوم نے جو کچھ کہا تھا اسے بڑھ چڑھ کر دکھایا، مجھ میں جو کچھ بھی تھوڑی بہت علمی لیاقت پیدا ہوئی، یہ سب انہیں مرحوم کا فیض ہے۔انہوں نے اپنی اولاد سے زیادہ مجھے چاہا۔اور وہ کچھ دیا جو وہ دے سکتے تھے ان کا احسان میری اولاد پر بھی رہے گا۔انہوں نے مجھے تنہا پڑھایا ہی نہیں بلکہ میری تربیت بھی کی۔میرے نفس کے تزکیہ میں انتہائی سعی کی۔''۵

تعلیم وتربیت: مولانا عبادت صاحب کو ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ ''نورالمدارس'' میں داخل کرادیا گیا۔پرنسپل اس وقت حاجی مرتضیٰ حسین صاحب ہوا کرتے تھے۔اور مدرسین میں قابل ذکر نام سرکار یوسف الملۃ مولانا یوسف حسین قبلہ نجفی کا تھا۔جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ دینیات کے ڈین بھی رہے ہیں۔ان دونوں حضرات کی زیر سرپرستی مولانا نے ابتدائی تعلیم شروع کی۔مولانا زیادہ تر حاجی مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم سے درس حاصل کرتے تھے اور مرحوم بھی مولانا پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔

اسی دوران مولانا جب نورالمدارس میں تھے مولانا یوسف حسین قبلہ بطور صدر مدرس منصبیہ عربی کالج میرٹھ تشریف لے گئے۔حاجی مرتضیٰ حسین صاحب نے مولانا یوسف حسین صاحب کے ساتھ مولانا محمد عبادت صاحب کو بھی میرٹھ روانا کردیا۔منصبیہ میں مولانا یوسف حسین صاحب کی زیرسرپرستی اپنی تعلیم کو آگے بڑھاتے رہے۔جب مولانا یوسف حسین صاحب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شیعہ دینیات کے ڈین مقرر ہوئے تو مولانا عبادتؔ نے بھی منصبیہ کو چھوڑ دیا اور امروہا میں حاجی مرتضیٰ حسین صاحب سے درس لیتے رہے اس دوران مولانا کا زیادہ تر وقت حاجی مرتضیٰ حسین صاحب کی خدمت میں گذرتا تھا۔جب حاجی مرتضیٰ حسین صاحب بیمار ہوگئے اور مولانا کے دروس میں خلل واقع ہونے لگا تو آپ نے حاجی مرتضیٰ حسین صاحب سے اجازت لے کر لکھنؤ جانے کا ارادہ کیا۔۱۹۲۸ء میں لکھنؤ تشریف لے گئے۔ناظمیہ میں داخل

ہوئے اور حاجی مرتضا حسین صاحب نے مدرسۃ الواعظین میں آپ کے قیام وطعام کا انتظام کرایا۔ اس دور میں ناظمیہ کے سرپرست سرکار نجم العلماء مولانا نجم الحسن صاحب قبلہ تھے۔ نجم الملت صاحب کی مولانا عبادت صاحب پر قیام لکھنؤ کے دوران خاص شفقتیں رہیں چنانچہ انہوں نے مدرسے کے نامور اساتذہ کی تربیت میں مولانا کو داخلے کا شرف بخشا جس کا ذکر مولانا نے اس طرح فرمایا ہے۔

”اگر چہ حاجی مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ نے سارے معقولات کی سیر کرادی تھی اور میری ادبیات کو کافی مضبوط کر دیا تھا پھر بھی میں نے اس تشنگی کو دور کرنے کے لئے جو ایک متجسس ذہن کو رہ جاتی ہے مولانا مظاہر حسین صاحب قبلہ مرحوم جیسے عظیم فلسفی وقت کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور اصول فقہ اور فقہ استدلالی کی باریکیاں حاصل کرنے کے لئے اپنے عظیم استاد مفتی اعظم جناب مفتی سید احمد علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کی بارگاہ کو منتخب کیا اور جتنا بھی علم میرے مقدر میں تھا ان دونوں عظیم استادوں سے میں نے حاصل کیا۔“ ۶

مولانا مظاہر حسین صاحب قبلہ مرحوم اور مفتی اعظم سید احمد علی صاحب طاب ثراہ کے علاوہ ناظمیہ میں مولانا عبادت صاحب نے مولانا سید محمد عمید صاحب اعلی اللہ مقامہ سے بھی استفادہ کیا۔

۱۹۳۲ء میں مولانا ناظمیہ سے فارغ ہوکر امروہہ تشریف لے آئے یہاں امام جمعہ وجماعت کی ذمہ داری آپ کے سپرد کردی گئی اور آخر وقت تک اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے بالآخر ۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۹ء کی رات میں دل کی تکلیف ہوئی۔ اٹھ کر روبہ قبلہ ہوگئے اور لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم پڑھتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

مولانا محمد عبادت قبلہ مرحوم کے اساتذہ: آپ اپنے زمانے کے بہت خوش قسمت طالب علم تھے۔ اتنے خوش قسمت طالب علم کم ہی ہوں گے جن کو بیک وقت متعدد علم وفن کے

استاد مل جائیں۔ آپ کے اساتذہ کرام کی فہرست زیادہ طویل نہیں ہے لیکن آپ کے تمام اساتذہ کرام اپنے وقت کے بے مثال استادوں میں شمار ہوتے تھے۔ حاجی مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم آپ کے استاد بھی تھے اور مربی بھی۔ آپ نے انتہائی شفقت کے ساتھ آپ کو تعلیم دی۔ حاجی مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم اپنے وقت کی ایک بااثر شخصیت کے حامل تھے اور جید عالم بھی۔

مولانا یوسف حسین صاحب قبلہ نجفی حاجی مرتضیٰ حسین صاحب کے فرزند تھے آپ نے مولانا کو ایک عرصہ اپنی نگرانی میں رکھا۔ مولانا یوسف حسین صاحب قبلہ ہندوستان میں ابتدائی تعلیم کے بعد نجف تشریف لے گئے اور وہاں سے مجتہد العصر ہو کر واپس ہوئے۔ آپ کو یوسف الہندی بھی کہا جاتا ہے۔ منصبیہ عربی کالج میرٹھ کے پرنسپل رہے اور پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شیعہ دینیات کے ڈین مقرر ہوئے۔

مولانا مظاہر حسین صاحب قبلہ اپنے وقت کی ایک اہم شخصیت کا نام ہے آپ نے مولانا کو فلسفہ کا درس دیا۔ مولانا مظاہر حسین صاحب اپنے وقت کے ایک عظیم عالم تھے اور اپنے دور کے علمائے فلسفہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

مفتی اعظم سید احمد علی صاحب قبلہ طاب ثراہ اپنے وقت کے ایک جید عالم مفتی محمد عباس صاحب قبلہ کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور اس دور کے علماء سے حاصل کی۔ پھر عراق میں نجف اشرف میں علماء سے درس خارج لیا اور مجتہد ہو کر واپس ہوئے۔ جامعہ ناظمیہ کی بطور پرنسپل ایک عرصہ تک خدمت انجام دی اور ناظمیہ کی آخر وقت تک سرپرستی بھی کرتے رہے۔

آیت اللہ محسن الحکیم: مولانا جب عراق تشریف لے گئے تو وہاں آیت اللہ محسن الحکیم کے درس خارج میں شرکت کرتے رہے بعد میں محسن الحکیم طباطبائی کے وکیل بھی بنے۔

آیت اللہ خوئی: آیت اللہ محسن حکیم طباطبائی کے دروس خارج کے علاوہ مولانا نے آقائے خوئی سے بھی علمی استفادہ کیا۔ عراق میں آقائے خوئی کے دروس خارج میں بھی

شرکت کرتے تھےاوران کی علمی عظمت کے بہت قائل تھے۔

دروس وتدریس: یہ وہ سلسلہ تھا جومولانا کو ہر شے سے زیادہ عزیز تھا۔آپ جس قدر پڑھنے کے شوقین تھےاسی قدر آپ کی دلچسپی درس دینے میں بھی تھی۔آپ طالب علم کو نئے نئے زاویوں سے درس سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ذہین اور محنتی طالب علموں پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔اسی تعلیمی ذوق کی وجہ سے آپ کی بینائی اس قدر کمزور ہوگئی تھی کہ اواخر عمر میں لکھنے اور پڑھنے سے بالکل محروم ہوگئے تھے۔

علم جفر ورمل: مولانا مرحوم صرف ونحو منطق وفلسفہ اور اصول کے علاوہ جفر اور رمل میں بھی ایک بڑے زبردست عالم تھے۔آپ زائچہ بنا کر حساب نکالتے رہتے تھے جو عموماً صحیح ہی ہوتا تھا۔

خوش نویسی: مولانا مرحوم کے والد اس فن کے استاد تھے مولانا نے یہ فن ورثہ میں پایا تھا۔

تاریخ گوئی: مولانا کو اپنے والد علام مولانا سلیم کی طرح تاریخ گوئی میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔آپ نے اپنے عقیدتمندوں کی خواہش کے مطابق شادی بیاہ،تعمیر مکان وغیرہ کے موقعوں پر بکثرت تاریخیں کہی ہیں۔چنانچہ حکیم کلب علی شاہدؔ نے جب اپنا مکان تعمیر کرایا تو ان کے فرزندوں کے نام کے آخری لفظ کے مطابق ان کے مکان کی تاریخ آپ نے ''اختر مقام'' نکالی تھی۔اس کے علاوہ وہ تعمیر عزاخانہ یا کسی کے انتقال کے سلسلے میں ضرور تاریخ کہتے تھے۔ کسی عالم یا کسی بڑی شخصیت کے انتقال پر تاریخ کہنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔

علم انساب: عربوں کے اس علم سے مولانا خصوصی دلچسپی رکھتے تھے اور انہیں اس سلسلے میں خاص معلومات حاصل تھی۔آپ نے بے شمار علم انساب کی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا۔آپ نہ صرف خاندان سید شرف الدین شاہ ولایت کے شجروں سے واقف تھے بلکہ انہیں ہندوستان اور

بیرون ہندوستان میں تقریباً تمام سادات کے شجروں اور حسب ونسب سے بخوبی واقفیت حاصل تھی۔

عربی ادب: مولانا مرحوم نہ صرف علم صرف ونحو کی باریکیوں سے آشنا تھے بلکہ پوری تاریخ ادب عربی ان کے پیش نظر تھی۔ وہ دور جاہلیت سے لیکر دور حاضر تک کی عربی نثر ونظم کے عالم تھے۔عربی زبان میں شاعری بھی کرتے تھے۔

تصانیف: رسالہ سراج الفقہ (عربی) الاستفسار فی نجاسۃ المشرکین والکفار (عربی) الکحل (عربی) اردو میں مولانا مرحوم نے مقام شبیری عقیدۂ رجعت اور رموز واسرار' تحریر فرمائی۔اس کے علاوہ عربی اور اردو میں بہت سے مقالے تصنیف کئے ہیں جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکے ہیں جنہیں آئندہ علمی دنیا کے سامنے انشاءاللہ پیش کیا جائے گا تاہم آپ کا شعری مجموعہ کا انتخاب آپ کے پوتے جناب سید احسن اختر سروش کی کاوشوں سے'' صدغزل'' کے عنوان سے چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔

شاگرد: مولانا مرحوم کے جس طرح اساتذہ اور رفقاء اپنے زمانے میں ہر حیثیت سے مفرد اور ممتاز تھے اسی طرح آپ کے شاگرد بھی بے مثل تھے۔ یوں تو آپ کے ہزاروں شاگرد تھے لیکن یہاں ہم آپ کے چند شاگردوں کے ذکر پر ہی اکتفا کر رہے ہیں۔

امام علی خاں نازش: امام علی خاں نازش نے عربی وفارسی کی تعلیم مولانا عبادت کلیم سے حاصل کی۔آپ ابتدا میں مسلم لیگ کے ایک سرگرم رکن تھے لیکن تقسیم ہند کے بعد حکومت پاکستان کی پالیسیوں سے متنفر ہوکر کمیونسٹ پارٹی سے ملحق ہوگئے۔اور اس پارٹی کے مختلف عہدوں پر رہے۔ پاکستان میں کئی بار جیل بھیجے گئے اور زبردست کمیونسٹ ہونے کے سبب پاکستان میں روپوشی کی زندگی گزارتے رہے اسی دوران پارٹی کے مختلف پروگراموں کے سلسلے میں انہوں نے کئی بار روس وہندوستان کا سفر بھی کیا۔

مولانا محمد شاکر صاحب مولانا مرحوم کے مخصوص شاگردوں میں اپنے منفرد مقام کے حامل ہیں۔آپ فلسفہ کے عظیم عالم ہیں۔عربی ادبیات اور علم ہیئت پر مہارت تامہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ شاعر بھی ہیں اور رزمیؔ تخلص فرماتے ہیں۔

سید حسین جون اصغر جو سال گذشتہ اللہ کو پیارے ہو گئے اور اردو ادب کے ایک عظیم شاعر تھے۔آپ نے ابتداء سے لیکر انتہا تک مولانا مرحوم سے کسب فیض کیا۔فلسفہ پر آپ کی گہری نظر تھی۔عربی وفارسی کے بھی بڑے عالم تھے۔شاعری میں پہلے اپنے والد اور بعد میں مولانا محمد عبادت کلیمؔ کے شاگرد ہوئے۔

مولانا نثار احمد زینپوری نے بھی مولانا عبادت کلیمؔ سے فیض حاصل کیا ہے۔تکمیل علم کے لئے ایران تشریف لے گئے۔ وہاں دروس خارج میں رہے اب ہندوستان میں تبلیغ میں مشغول ہیں۔آپ دور حاضر میں کامیاب مترجم ہیں۔آپ نے بہت سی عربی وفارسی کتابوں کا ترجمہ کیا ہے۔

ڈاکٹر سید حسنین اختر شاہوار مولانا عبادت صاحب کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ نے مولانا کی خواہش پر عربی آنرس کیا اور عربی زبان وادب میں ایم۔اے۔کرنے کے بعد ''دراسۃ فی منشور الامام علیؑ'' کے عنوان سے دلی یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کیا۔آپ کے مقالہ کا پہلا حصہ کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔اس وقت الہ آباد یونیورسٹی میں عربی زبان وادب کے لیکچرر ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سے طالب علموں کو مولانا کی سرپرستی نے فنکار بنا دیا۔ان میں غمگین امروہوی ،احسان امروہوی، ڈاکٹر شفاعت فہیم،شمیم حیدرؔ، ڈاکٹر عظیم امروہوی کے نام قابل ذکر ہیں۔

اولاد: مولانا مرحوم کی شادی ۱۹۳۲ء میں مولانا نسیم حسن ہلالؔ امروہوی کی منجھلی

صاحبزادی زرینہ خاتون سے ہوئی جن کے بطن سے نو بچے پیدا ہوئے ان میں دو فوت ہوئے۔

آپ کی بڑی صاحبزادی کنیز سیدہ ہیں جو ذاکرۂ حسین ہیں۔ منجھلی صاحبزادی نور سیدہ ہیں۔ چھوٹی صاحبزادی نور افشاں ہیں۔

آپ کے بڑے فرزند حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا ڈاکٹر محمد سیادت صاحب ہیں اور دوسرے فرزند ڈاکٹر محمد شفاعت فہیم ہیں۔ جو منفرد دلب و لہجے کے شاعر ہیں۔ امروہا کے عصری شعراء میں اپنا مخصوص مقام رکھتے ہیں۔ ''بروقت'' کے عنوان سے ان کی غزلوں کا ایک مجموعہ منظر عام پر آ چکا ہے۔ پیشے کے لحاظ سے ایک کامیاب ڈاکٹر ہیں۔ منجھلے صاحبزادے سید مبارک انجینئر ہیں۔ آپ کے چھوٹے فرزند ڈاکٹر سید حسنین اختر الہ آباد یونیورسٹی میں لیکچرر ہیں۔ الحمد للہ آپ کے سب فرزند و دختران صاحب اولاد ہیں۔

حوالے:

۱۔ عقیدت، مرتبہ مدثر حسین رضوی ص ۱۷

۲۔ محمد الطالب محی النساب آل ابی طالب، جمال الدین احمد بن علی الحسینی، ص ۱۸۰

۳۔ ریاض الدین معروف 'مجرالانساب، مطبوعہ داؤدی، بمبئی، ج ۲، ص ۲۲۲

۴۔ نزہۃ الخواطر، ج ۷، ص ۱۶۴

۵۔ عقیدت مرتبہ مدثر حسین رضوی، ص ۱۷

۶۔ عقیدت مرتبہ مدثر حسین رضوی، ص ۸۱

نوٹ: زیر نظر کتابچہ میں درج، مولانا موصوف کے احوال و آثار، کتاب صد غزل سے ماخوذ ہیں۔